رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵ — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا — تار کا پتہ: الفضل قادیان

روزنامہ

الفضل قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی — قیمت ۲ پیسے

جلد ۲۳	مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ	یوم جمعہ	مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۵ء	نمبر ۴

احراریوں کی ایک نئی فتنہ انگیزی

یکم جولائی کے اخبار میں ہم لکھ چکے ہیں کہ مقامی احراریوں نے نماز کے بہانے سے ایک نئی شرارت شروع کی ہے۔ ہمیں اس بات کا پہلے سے ہی یقین تھا۔ کہ مساجد کو چھوڑ کر شاملاتِ قصبہ میں نماز شروع کرنا خالی از علت نہیں۔ چنانچہ ہمارے اس خیال کی تصدیق ہو رہی ہے۔ احراریوں نے اس جگہ کو چھوڑ کر جہاں انہوں نے پہلے دن نماز پڑھی تھی۔ آہستہ آہستہ محلہ ریتی چھلہ کی مجوزہ مسجد کی جگہ کی طرف کھسکنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ کسی نہ کسی طرح احمدیوں سے تصادم کیا جائے۔

احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اگست ۱۹۳۴ء میں مقامی جماعت احمدیہ کی تربیت کو اور زیادہ بہتر بنانے کے لئے جماعت کو مختلف حلقوں میں تقسیم کرنے کی ہدایت جاری فرمائی تھی۔ اور اس تقسیم کے سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔ تقسیم اس صورت میں کی جائے۔ کہ ہر حلقہ کی ایک مسجد ہو۔ چنانچہ اس ارشاد کے ماتحت مختلف حلقے مقرر کئے گئے اور حلقہ وار کمیٹیوں کا انتخاب عمل میں لایا گیا اس تقسیم میں چار حلقے ایسے رہ گئے۔ جن میں احمدیوں کی کوئی مسجد نہ تھی۔ اور وہ حلقے یہ تھے (۱) دارالبرکات۔ (۲) دارالسعة (۳) حلقہ ریتی چھلہ۔ اور (۴) دارالانوار۔ اس وقت حلقہ دارالبرکات نے مسجد تعمیر کر لی ہے۔ جو قریباً قریباً مکمل ہو چکی ہے۔ حلقہ دارالانوار میں ابھی مسجد کی تعمیر شروع نہیں ہوئی۔ مگر اس کے لئے جگہ کا انتظام ہو چکا ہے۔ اسی طرح دارالسعة میں بھی نماز کے لئے جگہ تجویز کر لی گئی ہے۔ جہاں جماعت سے نماز ادا کی جاتی ہے ؀

حلقہ ریتی چھلہ کے احمدیوں کے پاس نہ تو کوئی مسجد تھی۔ اور نہ کوئی جگہ ہی ان کے لئے مقرر تھی۔ اس کے متعلق کارکنانِ حلقہ نے صدر انجمن احمدیہ سے درخواست کی۔ کہ تعمیر مسجد کے لئے جگہ دے دی جائے۔ اور انجمن نے اپنے ریزولیوشن ۲۴۷ کے رُو سے قطعہ نمبر ۳۴ مطابق نقشہ آبادی جدید و قدیم مسجد کی غرض سے محلہ ریتی چھلہ کی کمیٹی کو دے دیا۔ اور اہلِ محلہ نے اس جگہ نماز پڑھنی شروع کر دی۔ بس پھر کیا تھا۔ فوراً احراریوں نے بھی اعلان کر دیا۔ کہ مساجد میں گرمی ہے۔ اور جگہ بھی کم ہے۔ اس لئے احراری باہر نماز پڑھا کریں۔ چنانچہ اسی قبر کے قریب حصۂ شاملات میں انہوں نے مغرب کی نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اور اب وہ آہستہ آہستہ محلہ ریتی چھلہ کی مسجد کی جگہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جس کی غرض سوائے فتنہ و فساد پیدا کرنے کے اور

نیشنل لیگ قادیان کی اہم قرار دادیں

حکومتِ صوبۂ سرحد کا شکریہ احراریوں کی شرارتوں کے خلاف صدائے احتجاج

نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس ۲۔ جولائی بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں زیر صدارت قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے صدر نیشنل لیگ منعقد ہوا۔ جس میں احمدیوں پر احراریوں کے مظالم اور حکومت کی قابل افسوس خاموشی کا ذکر کیا گیا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر اور شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم نے تقریریں کیں۔ اور مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس کی گئیں ؀

۱ - نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس حکومت صوبۂ سرحد کے اس قابل تعریف اقدام کی قدر کرتا ہے۔ جو کہ اس نے قاضی محمد یوسف صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد پر حملہ کرنے والے احراری عبد العزیز کے معاملہ میں کیا۔ حکومت صوبہ سرحد نے برٹش گورنمنٹ کی قدیم روایات متعلق انصاف و رعایا پروری کو برقرار رکھا ہے۔ لیگ کا یہ اجلاس حکومت صوبۂ سرحد کا شکریہ ادا کرتا ہوا درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ آئندہ بھی مظلوم احمدیوں کے متعلق انصاف اور فرض شناسی کی روایات کو قائم رکھے۔

۲ - نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس احراریوں کے پر فتنہ و فساد رویہ کی جو انہوں نے قادیان میں اختیار کر رکھا ہے پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے۔ کہ برطانوی روایات انصاف کو قائم رکھتے ہوئے احراریوں کی فتنہ پردازی کے انسداد کی طرف متوجہ ہو لیگ کو گورنمنٹ سے یہ جائز شکوہ ہے کہ باوجود کہ بار بار گورنمنٹ کو احراریوں کے قادیان میں فساد برپا کرنے کے متعلق توجہ دلائی گئی ہے۔ مگر گورنمنٹ نے اس بارے میں قابل افسوس سکوت اختیار کر رکھا ہے جس سے احراریوں کو جرأت اور روز بروز ان کی نازیبا حرکات میں اضافہ ہو رہا ہے ؀

۳ - ان قرار دادوں کی نقول ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب صوبہ پنجاب۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب صوبہ سرحد۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس گورداسپور۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس پشاور۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پشاور۔ اور پریس کو ارسال کی جائیں ؀

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اطلاع

از نامہ نگار الفضل

بذریعہ ڈاک
یکم پورکیم جولائی کل اتوار کے دن ساڑھے پانچ بجے شام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض سرکاری ملازمین اور دیگر معززین کو چائے پر مدعو کیا۔ یہ سب اصحاب مسلمان تھے۔ جو احمدیت کے متعلق دلچسپی کے ساتھ معلومات حاصل کرتے رہے۔ حضور نے ان کے سامنے بعض حکمت اور معارف سے پُر باتیں بیان فرمائیں ؛

احراریوں کا بورڈ پولیس کی چوکی میں

معلوم ہوا ہے۔ احراریوں نے ایک بورڈ پر "مرزائیوں کی تازہ کشمکش" وغیرہ نہایت دل آزار الفاظ لکھ کر شارع عام میں لٹکا رکھا تھا۔ راجہ عمر دراز خان صاحب سب انسپکٹر نے جو قادیان میں آئے ہوئے تھے۔ جب اسے دیکھا تو اتروا کر پولیس چوکی میں بھجوا دیا ؛

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم اعلان

پیغام امام

برادران ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ؛

میں اپنے ایک خطبہ میں اعلان کر چکا ہوں۔ کہ چند اشتہارات موجودہ حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عنقریب شائع کئے جائیں گے۔ احباب کو ان کی اشاعت خاص توجہ سے کرنی چاہیئے۔ پوسٹر عمدہ جگہوں پر لگانے چاہئیں۔ اور چھوٹے اشتہار عقل وسمجھ سے تقسیم کرنے چاہئیں چونکہ جلد یہ سلسلہ شروع ہونیوالا ہے میں پھر اس اعلان کے ذریعہ سے جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ فوراً مندرجہ ذیل امور کے متعلق انتظام کریں

۱۔ وہ جلد دفتر تحریک جدید میں اطلاع دیں۔ کہ انہیں کس کس قدر پوسٹروں اور اشتہاروں کی ضرورت ہوا کرے گی

۲۔ ان کی جماعت یا اگر فرد ہے تو وہ فرد کس قدر رقم کے اشتہار قیمت پر منگوانا چاہتا ہے۔ (اشتہار صرف لاگت پر ملیں گے۔ کوئی نفع محکمہ ان سے نہیں لے گا) ہو سکتا ہے کہ اگر ضرورت زیادہ ہو۔ اور جماعت پورے خرچ کی متحمل نہ ہو سکے۔ تو کچھ حصہ قیمت پر اور کچھ مفت ارسال کیا جائے ؛

۳۔ بنگال۔ سندھ اور صوبہ سرحدی کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ بنگالی۔ سندھی اور پشتو میں ان اشتہاروں کے تراجم شائع کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں ایک معقول حد تک دفتر تحریک جدید ان کی امداد کریگا۔ مگر فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہونا چاہیئے ؛

۴۔ ہر جماعت یا فرد ان اشتہاروں کے چپاں کرنے اور تقسیم کرنے کا انتظام فوراً کر چھوڑے ؛

۵۔ ہر جماعت یا فرد کو اس امر کا انتظام رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر اشتہار ایسے ہاتھ میں جائے۔ جہاں اس کا فائدہ ہو۔ اور اچھی جگہ پر پوسٹر چسپاں ہوں۔ سارے پوسٹر ایک دن نہ لگائے جائیں کیونکہ بعض شریر دشمن انہیں پھاڑ دیتے ہیں۔ بلکہ دو تین دن میں لگیں۔ تاکہ سب لوگ پڑھ سکیں ؛

۶۔ اشتہاروں کی اشاعت کے بعد جماعت کے افراد ان کے اثر کا اندازہ لگاتے رہا کریں۔ اور مرکز کو اس کی اطلاع دیتے رہا کریں۔ تاکہ آئندہ اشتہاروں میں اس تجربہ سے فائدہ اٹھایا جا سکے

۷۔ سب اطلاعات میرے نام یا سکرٹری دفتر تحریک جدید کے نام ہوں ؛ والسلام

خاکسار :- مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی۔ امام جماعت احمدیہ)

مستقل خریداران "الفضل" لاہور کو اطلاع

اخبار "الفضل" کے مستقل خریداران لاہور کو جلد از جلد پرچہ پہنچانے کے لئے تقسیم بذریعہ ایجنٹ کا جو انتظام کیا گیا تھا اس میں چونکہ خریداروں کو شکایات پیدا ہو رہی تھیں۔ نیز وہ دوست جن کے ساتھ اس بارہ میں انتظام کیا گیا تھا۔ اسے آئندہ جاری نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے اسے ترک کر دیا گیا ہے۔ اور ۲ جون سے پرچہ بذریعہ ڈاک ارسال کیا جا رہا ہے ؛ مینیجر

خانیوال میں تبلیغی جلسہ

خانیوال میں مورخہ ۷۔۸۔۹ جولائی ۳۵ء کو ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ علاوہ دیگر مبلغین سلسلہ کے مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی محمد سلیم صاحب بھی تقاریر فرمائیں گے ضلع منٹگمری و ملتان کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس جلسہ میں شریک ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ رہائش و طعام کا انتظام مقامی جماعت کے ذمہ ہوگا۔ ناظر دعوۃ وتبلیغ

درخواست دُعا

عبدالمجید صاحب بھاگلپور سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مخالفین نے برادرم مولوی عبدالقادر صاحب کے خلاف ایک جھوٹا فوجداری [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

انذاری پیشگوئیاں مذہب کا حصہ ہیں

مذہب میں مداخلت کو ہم ہرگز برداشت نہیں کر سکتے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ جون ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
دنیا میں بہت سے جھگڑے اور اختلافات غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں ایک شخص دوسرے کے نقطۂ نگاہ کو نہیں سمجھتا۔ اور کچھ کا کچھ اس کی نسبت خیال کرنا لگ جاتا ہے۔ اس لئے جن لوگوں کو دوسروں سے تعلقات رکھنے اور دوسروں سے معاملات پڑتے ہوں۔ ان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے خیالات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ جن سے ان کے معاملات پڑتے ہیں۔ مثلاً مناظر ہیں۔ جن علماء کو دوسری قوموں سے مناظرے کرنے پڑتے ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ ان مذاہب کے خیالات کو اچھی طرح سمجھ لیں اسی طرح حکومتوں کے لئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ

رعایا کے خیالات

کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ اگر علماء دوسرے مذاہب کو سمجھے بغیر ان کے پیروؤں کے ساتھ مناظرے کریں۔ یا ان کے خلاف کتب لکھیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مخالف ان کی باتوں پر مذاق اور ہنسی اڑائیں گے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خدا کا اعلان کرنا شروع کیا۔ تو مکہ کے لوگوں نے بجائے اس کے کہ توحید کے متعلق آپ کے نقطۂ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے جھٹ خیال کر لیا۔ کہ خدا تو کئی ہی ہیں۔

اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ضرور (نعوذ باللہ) کئی خدا ہی مانتے ہونگے اور انہوں نے خیال کیا۔ کہ آپ کا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ آپ نے سب خداؤں کو جمع کر کے ایک بنا لیا ہے۔ گویا قیمہ کی طرح سب کو باہم ملا کر ایک کر دیا ہے۔ اور پھر اس خیال کی ہنسی اڑانی شروع کر دی۔ قرآن کریم میں آتا ہے اجعل الالٰھۃ الٰھا واحدا۔ وہ یہ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خدا مانتے ہیں۔ بلکہ خیال کرتے تھے۔ کہ جس طرح کئی چیزوں کو باندھ کر یا کوٹ کاٹ کر ایک کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے خداؤں کو ملا کر ایک خدا بنا لیا ہے۔ یہ کتنا

بے وقوفی کا عقیدہ

تھا۔ لیکن وہ لوگ آخری عمر تک یہی سمجھتے رہے وہ خود جاہل تھے۔ مگر جہالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے مجھے خود

اپنا ایک تجربہ

یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ تھا۔ کہ آپ حضرت مسیح ناصری کے بروز ہیں جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ حضرت مسیح ناصری کی خاصیتیں۔ اور آپ کے مدارج معارف لے کر دنیا میں آئے تھے۔ لیکن بعض مخالفوں کا ذہن بروز سے اس طرف گیا۔ کہ گویا آپ تناسخ کے قائل ہیں۔ اور آپ کا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی رُوح آپ میں داخل ہو گئی ہے۔ دس بارہ سال ہوئے

ڈاکٹر زویمر صاحب

جو بڑے بڑے پادریوں میں سے ایک ہیں نسلاً جرمن۔ مگر قومیت کے لحاظ سے امریکن ہیں۔ کچھ عرصہ مصر میں بھی رہے ہیں۔ اور آج کل امریکہ میں ہیں۔ اور پادریوں میں دُنیا کی جو بہترین ہستیاں سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک ہیں۔ چپ چپاتے یہاں آ پہونچے اور مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ان دنوں زندہ تھے۔ ان سے میرے متعلق پادری صاحب نے کہا۔ کہ میں بعض سوالات ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور جب ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا۔ کہ کیا سوالات ہیں۔ تو پادری صاحب نے کہا۔ کہ انہی کے سامنے پیش کروں گا۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ پہلے معلوم ہونے پر جواب سوچ رکھیں۔ گویا وہ سمجھتے تھے۔ کہ ان کے سوالوں کا میں کوئی جواب نہ دے سکونگا پہلے تو ان کے ساتھ باہر ہی لطیفہ ہوا۔ یہاں کی گلیوں میں پھر کر کہنے لگے۔ مجھے مدت سے شوق تھا۔ کہ دیکھوں

اسلامی حکومت کے ماتحت

صفائی وغیرہ کا انتظام کس طرح ہوتا ہے۔ مگر یہاں گلیوں کی صفائی وغیرہ تو ایسی اچھی طرح نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر رشید الدین صاحب مرحوم نے اس کا جواب یہ دیا۔ کہ ابھی تو یہاں پہلے مسیح کی حکومت ہے۔ یعنی انگریز جو پہلے مسیح کی اُمت ہیں۔ یہاں کے حکمران ہیں۔

خیر اس کے بعد وُہ میرے پاس پہونچے اور اپنے دل میں جو بعض پہیلیاں بنا رکھی تھیں پیش کیں۔

پہلا سوال

انہوں نے مجھ سے یہ کیا۔ کہ نبی کس جگہ ہونا چاہیئے یعنی کونسا مقام نبی کی بعثت کے لئے مناسب ہوتا ہے۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ میں اس کا یہی جواب دُونگا۔ کہ جہاں لوگ آسانی سے پہونچ سکیں۔ ریل۔ ڈاک۔ تار وغیرہ سہولتیں موجود ہوں۔ یا اگر پرانا زمانہ ہو۔ تو قافلوں وغیرہ کا معقول انتظام ہو تا لوگوں کو وہاں پہونچنے اور نبی کو لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنے میں آسانی ہو۔ اور پھر میں یہ سوال کرونگا۔ کہ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر

قادیان میں نبی

کیسے پیدا ہو گیا۔ لیکن جب انہوں نے یہ سوال کیا۔ خدا تعالےٰ نے سارا سوال اور اس کا جواب میرے ذہن میں ڈالدیا۔ اور میں نے مُسکرا کر ان کے سوال کا یہ جواب دیا۔ کہ ناصرہ سے ہر بڑے قصبہ میں نبی آسکتا ہے۔ اس پر وُہ بالکل ہکے بکے رہ گئے

دوسرا سوال

انہوں نے یہ کیا۔ کہ کیا مرزا صاحب تناسخ کے قائل تھے۔ یہ سوال کرتے وقت ان کے ذہن میں یہ بات تھی۔ کہ میں کہوں گا نہیں۔ تو پھر وُہ سوال کریں گے۔ کہ آپ مسیح کے بروز کیسے ہو گئے۔ اور اگر میں کہوں گا۔ ہاں۔ تو اس کا جواب وُہ یہ دیتے۔ کہ یہ تو

اسلامی تعلیم کے خلاف

ہے۔ میرا ذہن معاً اس طرف گیا۔ اور میں نے اصل سوال کا جواب دینے کی بجائے یہ کہا کہ آپ کو غلطی لگی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت مسیح ناصری کی رُوح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آگئی ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ان کی صفات آپ میں پائی جاتی ہیں۔ ان جوابات سے ان کو بہت حیرانی ہوئی۔ اور کہنے لگے کیا آپ کو کسی نے میرے سوالات بتا دیئے تھے۔ تو ڈاکٹر زویمر صاحب نے اپنے خیال میں سمجھ لیا تھا۔ کہ بروز مسیح کہلانے کا مطلب گویا یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تناسخ کے قائل تھے۔

حکومتوں کو بھی ایسی ٹھوکریں لگ جاتی ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ حاکم رعایا کے خیالات سے اچھی طرح واقف ہو۔ تا معاملہ کرتے وقت وُہ کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے۔ جس سے

رعایا میں بلا وجہ غصہ کی لہر

پیدا ہو۔ یا ملک میں فساد پھیلے۔ مثلاً پرانے زمانہ میں اس بات پر بہت فسادات ہو جاتے تھے کہ انگریز افسر بوٹ سمیت مسجدوں میں گھس جاتے آخر حکومت کی طرف سے انہیں سمجھایا گیا۔ کہ ایسا نہ کیا کریں چنانچہ اب ایسا نہیں کرتے جس افسر نے کسی مسجد کے اندر جانا ہوتا ہے۔ وُہ جوتا اتار لیتا ہے۔ اور جو نہیں اتارنا چاہتا۔ وُہ باہر سے ہی واپس چلا جاتا ہے یا بعض جگہوں پر ایک قسم کی کپڑے کی جوتیاں بنائی ہوتی ہیں جنہیں مسجد میں جاتے ہوئے پہنا دیتے اور پھر اتار لیتے ہیں۔ تو میں بتا رہا تھا۔ کہ نا واقفیت کی وجہ سے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

اس لئے ضروری ہے۔ کہ حکام کو رعایا کے عقائد و مذاہب اور ان کی خصوصیات سے آگاہی ہو تعجب ہے کہ

انگریزوں کی حکومت

ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ ایشیا یورپ افریقہ اور جزائر غرضیکہ ہر جگہ ان کی حکومت ہے۔ ساتوں براعظموں میں ان کی حکومت کسی نہ کسی جگہ ضرور ہے۔ مگر باوجود اس کے بعض حکام ہیں۔ جو رعایا کے مذاہب اور ان کے عقائد سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خود تو گمراہ ہوتے ہی ہیں۔ دوسروں کو بھی کر دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے

ملک میں فسادات

بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کو دشمن کتنی ہی حقارت سے کیوں نہ دیکھے۔ اور اس کی تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ بتائی جائے۔ مگر اس امر کو ماننے کے سوا اُسے چارہ نہیں۔ کہ یہ ایک

اہمیت رکھنے والی جماعت

ہے۔ جس طرح انگریزی حکومت ساری دنیا پر ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ بھی ہندوستان سیلون۔ سٹریٹ سیٹلمنٹس۔ افغانستان۔ ایران عراق۔ عرب۔ فلسطین۔ شام۔ مصر۔ چین۔ سماٹرا جاوا۔ آسٹریا۔ افریقہ۔ کینیا۔ یوگنڈا۔ ٹانگانیکا۔ گولڈ کوسٹ۔ سیرالیون۔ نائیجیریا وغیرہ ممالک میں پائی جاتی ہے۔ افریقہ کا وہ علاقہ جو پرانے زمانہ میں جرمن افریقہ کہلاتا تھا۔ اس میں بھی ہماری جماعت ہے۔ ماریشس میں بھی ہے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں بھی ہے۔ امریکہ کی بعض چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بھی ہے۔ بلجیم میں ہے۔ انگلستان میں ہے۔ افریقن عربوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فرانسیسی حکومت میں بھی ہے۔ روس میں ہے غرضیکہ دنیا کا کوئی براعظم نہیں۔ جہاں ہماری جماعت نہ ہو۔ اور یہی چیز ہے۔ جو دنیا میں کسی قوم کی طاقت کی علامت ہوتی ہے کسی جماعت کی طاقت اس کی تعداد سے نہیں دیکھی جاتی۔ بلکہ اس امر سے دیکھی جاتی ہے۔ کہ کتنے مقامات پر اسے نشو ونما کا موقعہ مل رہا ہے

وہ قوم جو ایک ملک میں ہو

انسانی نقطۂ نگاہ سے اُسے مٹا دینا آسان ہوتا ہے۔ آسمانی نقطۂ نگاہ سے تو اگر دیکھا جائے۔ تو کسی کو مٹانا بھی آسان نہیں۔ لیکن دنیوی نقطۂ نگاہ سے ایسی جماعتوں کو مٹانا آسان ہوتا ہے۔ جو ایک ہی ملک میں ہوں۔ جو دو ممالک میں ہوں۔ ان کو مٹانا نسبتاً مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو تین چار ممالک میں ہوں ان کا مٹانا اور بھی مشکل ہوتا ہے۔ اور احمدیت اتنے ہیں ممالک میں نشوونما پا رہی ہے۔ اور ہر براعظم اور ہر نسل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس میں چینی بھی ہیں۔ سماٹری اور جاوی بھی۔ افغان اور ایرانی بھی۔ عرب بھی ہیں اور انگریز بھی امریکن بھی ہیں اور حبشی بھی۔ گورے بھی ہیں اور کالے بھی۔ اور وہ لوگ بھی جو زرد رنگ والے کہلاتے ہیں۔ اور جنہیں زرد خطرہ کہا جاتا ہے۔ گویا قریباً

ہر نسل اور ہر قوم کے آدمی

اس میں شامل ہیں۔ اور بہت تھوڑے ملک ہیں۔ جہاں کوئی احمدی نہ ہو۔ ایسی جماعت کے پھیلنے کے لئے بہت موقعہ ہوتا ہے۔ اگر ایک یا دو چار حکومتیں بھی اسے مٹانا چاہیں تو وہ دوسرے ممالک میں بڑھتی رہتی ہے۔ اور وہاں طاقت پکڑ کر پھر اپنی پہلی جگہ کو لے لیتی ہے۔ اسلام اور ہندوازم میں یہی فرق ہے۔ ہندوستان میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے مگر مسلمان طاقت اور رعب کے لحاظ سے دنیا میں بہت زیادہ اثر رکھتے ہیں۔ اور ان کی بہت زیادہ طاقت مانی جاتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں ہندو گو تعداد میں بھی برابر ہیں مگر ان کو ہندوستان سے باہر کوئی پوچھتا نہیں اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اسلام ہر جگہ پھیل چکا ہے۔ مگر ہندو صرف ہندوستان میں ہیں۔ پس جو جماعت ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہو اسے بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے حکومتوں کا فرض ہے۔ کہ ایسی جماعتوں کے عقائد۔ حالات خصوصی۔ اور مذاہب کو مدنظر رکھیں۔ لیکن

کتنے تعجب کی بات ہے

کہ ہمارے متعلق اس وقت تک جتنی مستقل کتابیں یا رسالے لکھے گئے ہیں۔ سب غیروں نے لکھے ہیں۔ انگریزوں نے کوئی نہیں لکھا ایک مستقل کتاب ایک امریکن مسٹر والٹر نے لکھی ہے۔ ایک مستقل رسالہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی فرانس کے اہتمام کے نیچے لکھا گیا ہے۔ جرمنی میں بعض مضامین احمدیت کے متعلق لکھے جا رہے ہیں۔ مگر انگریزوں نے سوائے بعض کتب میں مختصر ذکر کے احمدیت کی طرف توجہ نہیں کی۔

مستقل لٹریچر

سب کا سب غیر قوموں کا پیدا کردہ ہے۔ اور یہ اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جو قوم ہم پر حکومت کر رہی ہے۔ وہ ہمارے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ ایسی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو جائیگی۔ جن سے فساد پیدا ہوگا۔ اسی وجہ سے کہ انگریزوں نے ہمارے عقائد اور خصوصی حالات کا مطالعہ نہیں کیا۔ مثلاً بعض حکام ایسے ہیں۔ جو ہماری ایسی باتوں کو جن میں مخالفوں کی تباہی کا ذکر ہوتا ہے

دشمنوں کے قتل کی تحریک

سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ احمدیت کو نہیں سمجھا۔ بلکہ اپنے مذہب کو بھی نہیں سمجھا۔ جب حضرت عیسےٰ حضرت موسیٰ علیہم السلام بھی یہ باتیں کہتے تھے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ بھی قتل کی تحریک کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب سکھاتا ہے کہ

اصل بادشاہت خدا کی ہے

دنیوی بادشاہتیں صرف اس کے ظل ہیں۔ بے شک اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ دنیوی بادشاہوں کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ لیکن پھر بھی وہ یہی سکھاتا ہے۔ کہ اصل بادشاہت اللہ تعالےٰ کی ہے۔ اور اس کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تمام انبیاء اسی غرض سے دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسےٰؑ۔ حضرت عیسےٰؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔ حضرت داؤدؑ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب اسی غرض کو لیکر دنیا میں آئے۔ کہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم ہو نبیوں کا یہی کام ہوتا ہے۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ماموریت کا دعویٰ کیا۔ تو آپ کا بھی یہی کام تھا۔ ورنہ آپ کی بعثت بالکل بے فائدہ ہوتی۔ پس

نبی کا اصل کام

یہی ہوتا ہے۔ اور اسی کو پورا کرنے کے لئے تمام انبیاء زور دیتے آئے ہیں۔ عیسائی آج تک روزانہ دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا کی بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو۔ پھر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ روزانہ یہ دعا کرتے ہیں۔ وہ اس امر کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ کہ کوئی اور بادشاہ بھی ہے۔ ہماری جماعت کا بھی بعینہٖ یہی نقطۂ نگاہ ہے۔ ہم بھی دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ

دنیوی بادشاہت کو مٹانا

چاہتے ہیں۔ بلکہ ہماری کوشش یہ ہے۔ کہ لوگ دنیوی حکومت سے بغاوت نہ کریں۔ حکام سے تعاون کریں۔ مگر سب سے اعلیٰ کوشش ہماری یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بادشاہت لوگوں پر بھی اور حکمرانوں اور بادشاہوں پر بھی قائم ہو۔ اگر یہ نقطۂ نگاہ بدل جائے۔ تو کوئی مذہب مذہب نہیں رہتا۔ بلکہ ایک سوسائٹی بن جاتا ہے۔ اگر ہم

دنیوی حکومتوں کے غلام

رہیں۔ اور ہر وقت یہی مقاصد ذہن میں ہوں کہ کوئی رتبہ یا عہدہ مل جائے۔ اور خدا کی بادشاہت قائم کرنے کا کوئی خیال نہ رکھیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مذہب کو ایک بے معنی چیز بنا رہے ہیں۔ تمام انبیاء دنیا میں خدا کی بادشاہت کے قیام کے لئے آتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اسی غرض کو لیکر آئے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بھی یہی مقصد ہے۔ لیکن یہ بات

انگریزوں کی بادشاہت

کے خلاف نہیں۔ اس کا یہ مطلب لینا کہ ہم خدا تعالےٰ کی بادشاہت انگریزوں کی بادشاہت کی جگہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ویسی ہی غلطی ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بروز ہونے کو تناسخ سے تعبیر کر دیا جائے۔ پس اگر

انگریز حکام

یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ خدا کی بادشاہت کے قیام کے لئے ہماری کوششوں کا یہ مطلب ہے۔ کہ دنیا سے انگریزی حکومت مٹ جائے۔ تو یہ ان کی غلطی ہے۔

بڑی حکومت

کے ماتحت تابع حکومتیں بھی دنیا میں ہوتی ہیں۔ پارلیمنٹ کی حکومت کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وائسرائے کی حکومت نہ رہے۔ اور جب یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ہر صوبہ میں

گورنر کی اطاعت

کی جائے۔ تو اسکے یہ معنے کبھی نہیں ہوتے۔ کہ

وائسرائے کی حکومت نہ رہے۔ پھر حکومت چاہتی ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنروں سے تعاون کیا جائے۔ اور ان کے احکام مانے جائیں۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گورنر کی حکومت مٹادی جائے۔ ماتحت حکومت بالا حکومت کے مقابل پر نہیں سمجھی جاتی۔ بلکہ اس کی تابع ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی ایسا افسر ہے۔ جو خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کا یہ مطلب سمجھتا ہے۔ کہ انگریزوں کی بادشاہت مٹادی جائے۔ تو وہ بالکل ناسمجھ ہے۔ اور سوائے اس کے کہ وہ معذور ہے۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ایسا افسر ضرور غلطی کرتا اور ناسمجھی میں مبتلا ہے۔ اور اس نے

مذہبی نقطۂ نگاہ

کو سمجھا ہی نہیں۔ اصل بادشاہت خدا ہی کی ہے۔ اور اگر وہ نہ ہو۔ تو دنیوی بادشاہتیں قائم ہی نہیں رہ سکتیں۔ کیا کوئی شخص یہ خیال کرسکتا ہے۔ کہ دنیا میں سارے لوگ اس لئے چوریاں نہیں کرتے۔ کہ ان پر حکومت قائم ہے۔ اور وہ قانون کی سزا سے ڈرتے ہیں۔ مثلاً ہندوستان کی ۳۳ کروڑ آبادی میں سے دس بیس لاکھ چوری کرنیوالے ہوں گے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ باقی سب کے سب لوگ قانون سے ڈر کر چوری نہیں کرتے۔ کیا سب لوگ اس لئے ڈاکے نہیں ڈالتے۔ کہ انگریزی قانون انہیں پکڑیگا اس قدر کثیر آبادی میں سے زیادہ سے زیادہ دو چار یا دس ہزار قاتل ہوں گے۔ باقی جو قاتل نہیں۔ تو کیا اس وجہ سے نہیں ہیں کہ انگریزوں کا قانون ہے۔ کہ قاتل کو قتل کیا جائے۔ بلکہ لوگ ان جرائم اور بداخلاقیوں سے اس لئے بچتے ہیں۔ کہ ان کے خدا نے ان کو منع کیا ہے۔ اور اس طرح دنیوی حکومتیں چل ہی اس وجہ سے رہی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی دنیا میں حکومت ہے۔ مسلمان ہندو۔ عیسائی۔ سکھ۔ یہودی۔ پارسی سب مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ برائیوں سے اس لئے بچتے ہیں۔ کہ ان کے مذہب نے ان باتوں سے منع کیا ہے۔ ورنہ جو قتل کرتا اور ڈاکہ مارتا ہے۔ وہ قانون کب دیکھا کرتا ہے؟

پس دنیا کی بادشاہتیں اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کی موجودگی کی وجہ سے چل رہی ہیں۔ ورنہ اگر سب لوگ چوریاں کرنے لگ جائیں۔ ڈاکے ڈالیں۔ دغا فریب شروع کردیں۔ تو دنیوی حکومتیں باقی کس طرح رہ سکتی ہیں۔ دنیا میں

ہر حکومت اعتماد پر چل رہی ہے

کمانڈر انچیف اعتماد کرتا ہے۔ کہ اس کے ماتحت کمانڈر وفادار ہیں۔ پارلیمنٹ اعتماد کرتی ہے۔ کہ وائسرائے وفادار ہے۔ اور وائسرائے اعتماد کرتا ہے۔ کہ گورنر وفادار ہیں۔ یہ اعتماد کس وجہ سے ہے۔ یہ مذہب کے احساس کا ہی نتیجہ ہے۔ اگر مذہب کو مٹادو۔ تو یہ احساس کہاں رہ سکتا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو۔ تو حکومت چل ہی نہیں سکتی۔ پس حکام اگر غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ وہ دنیا میں حکومت کرہی اس لئے رہے ہیں کہ

خدا کی حکومت

ان کے اوپر ہے۔ اور اس کے بغیر ایک گھنٹہ کیا ایک منٹ بھی وہ حکومت نہیں کرسکتے۔ دیکھو کتنی قیمتی جانیں کتنے چھوٹے نوکروں کے سپرد ہوتی ہیں۔ بادشاہ کے اردگرد چپڑاسی اور نوکر چاکر ہوتے ہیں۔ اور کمانڈر کے گرد و پیش معمولی سپاہی۔ اگر وہ ایک دوسرے پر اعتماد نہ کریں۔ تو حکومت کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ اور اگر مذہب کا احساس نہ ہو۔ تو یہ باتیں کبھی نہیں رہ سکتیں۔ پس یہ مذہب کا ہی اثر ہے۔ جو دنیوی حکومتوں کو چلا رہا ہے۔ اثر میں اس لئے کہتا ہوں کہ دہریوں میں بھی پچھلے اثر کے ماتحت یہ بات پائی جاتی ہے۔ پس باطنی حکومت ظاہری حکومت کی مدد کرتی ہے۔ جب میں یہ تعلیم دیتا ہوں۔ کہ سچ بولو۔ تو اس سے حکومت کو مدد ملتی ہے۔ اسے فائدہ پہنچتا ہے نقصان کوئی نہیں ہوتا۔ ممکن ہے اس سے کسی وقت معمولی سا نقصان بھی ہو۔ مثلاً کوئی بڑا افسر کسی سپاہی سے کسی وقت جھوٹی رپورٹ کرنے کے لئے کہے۔ اور وہ نہ کرے۔ لیکن اگر سب سچ بولنے لگ جائیں۔ تو حکومت کے لئے کس قدر آرام ہو جائے۔ پس گو ہم خدا کی بادشاہت قائم کرتے ہیں۔ مگر دنیوی حکومت کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں۔ لڑائی مت کرو۔ فساد سے بچو۔ نیکی کرو۔ تو اس سے دنیوی حکومت کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ پس کوئی آسمانی تعلیم دنیوی حکومت کے لئے مضر نہیں ہوسکتی۔ سوائے اس کے کہ کوئی نادانی سے اسے خلاف سمجھ لے۔ اس نقطۂ نگاہ کو اگر حکومت سمجھ لے۔ تو اس کے لئے اگلا حصہ سمجھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ کہ جب

مذہب کا مقام بالا ہے

تو حکومت کا اپنے آپ کو خواہ مخواہ مذہبی فرقوں کے مقابل پر لا کھڑا کرنا دانائی نہیں ہوسکتی۔ جب وہ کسی مذہب میں شامل نہیں تو کیوں اپنی انگلی دوسروں کے پھٹے میں ڈالتی ہے۔ پس حکومت کو چاہیئے کہ ہمارے نقطۂ نگاہ کو سمجھ لے۔ جس طرح حکومت کو اپنے قیام کے لئے بعض چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح خدائی حکومت کے لئے بھی بعض چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔ جس طرح دنیوی حکومت کو

فوجوں اور سپاہیوں کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اسی طرح خدائی حکومت ایمان سے قائم ہوتی ہے۔ اور ایمان کے لئے سب سے بڑی ضروری چیز نشانات ہیں۔ جس طرح حکومت اپنی طاقت کے اظہار کے لئے چھانگا مانگا انبالہ یا ایسے ہی دوسرے کھلے میدانوں میں فوجوں کی پریڈیں کراتی ہے۔ یا شہروں میں باوردی پولیس مع فوجی تلواریں اور کرچیں لٹکا کر مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح

اللہ تعالےٰ کے سپاہی

مومن ہوتے ہیں۔ اور پھر یہ وہ نشانوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ دنیوی گورنمنٹ باغی کو پکڑ کر قید کردیتی ہے لیکن خدا تعالےٰ اپنے نیک بندے سے کہہ دیتا ہے۔ کہ جاؤ اور کہہ دو کہ جو تم سے دشمنی کرتا ہے۔ وہ ہلاک کردیا جائے گا۔ تباہ کردیا جائے گا۔ اور پھر یہ تباہی کبھی زلزلہ سے آتی اور کبھی طاعون و ہیضہ سے۔ پس خدائی پریڈ طاعون اور ہیضہ کے کیڑوں سے ہوتی ہے۔ کیا کبھی وہ زمین کو ایک حرکت دے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جس بندے کو خبر دے۔ کہ وہ جا کر لوگوں کو سنادے۔ اس کے لئے اس کا اظہار ضروری ہوتا ہے اور اگر دنیوی حکومت اسے دست اندازی سمجھے اور کہے کہ یہ قتل کی انگیخت ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے نشانوں کے پھیلنے میں روک ڈالتی ہے۔ اور

مذہب میں دست اندازی

کرتی ہے۔ ملک میں امن قائم نہیں ہونے دیتی۔ جب تک کسی مذہب میں بشارات اور انذار نہ ہوں وہ چل ہی نہیں سکتا۔ ہر مذہب میں یا تو یہ خبر ہوگی۔ کہ میرے احکام ماننے والوں کو فائدہ ہوگا۔ اور یا یہ کہ جو مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا وہ نقصان اٹھائیگا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انی مہین من اراد اہانتک وانی معین من اراد اعانتک۔ جو شخص تیری اہانت کا ارادہ کریگا۔ میں اسکی اہانت کرونگا۔ اور جو تیری اعانت کا ارادہ کریگا۔ میں اس کی اعانت کروں گا۔ اور پھر اس کا خلاصہ قرآن کریم میں یہ ہے۔ کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے یہ فرض کرلیا ہے۔ کہ میں اور میرے رسول غالب ہونگے۔ اور دشمن ہلاک ہونگے۔ پس مذہب کی بنیاد ایمان پر ہے۔ اور ایمان بغیر نشانات کے قائم نہیں رہ سکتا۔ دنیا کے کاموں میں مبتلا لوگ خدا کو نشانوں کے بغیر کیسے مان سکتے ہیں۔ آج دنیا میں

دہریت کی رَو

جاری ہے۔ اور ایک ہی چیز ہے۔ جو اسے مٹا سکتی ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے تازہ نشانات ہیں تازہ نشانات ہی ہیں۔ جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لاسکتے ہیں۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

تازہ نشانات

سے عرب کے جاہل اور اجڈ لوگوں کو خدا تعالےٰ کا دیوانہ بنادیا تھا۔ اسی طرح آج بھی آپ کے ایک شاگرد نے ان لوگوں کو جو یورپ کے فلسفہ کو پڑھنے والے ہیں۔ اسلام کا والہ و شیدا بنادیا ہے۔ ایمان ایک ایسی چیز ہے جو جاہل کو عالم اور عالم کو عاشق بنادیتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جاہلوں کو ایمان نے اعلیٰ درجہ کا عالم بنادیا تھا۔ اور اس زمانہ میں

فلاسفروں کو عشق کا جام پلادیا

ہے۔ پس کامل ایمان نشانات سے ہی قائم ہوتا ہے جن سے اللہ تعالےٰ اپنی قدرت دکھاتا۔ اور اپنے وجود کو ثابت کرتا ہے معلوم نہیں اگر کسی کی تباہی کی خبر اللہ تعالےٰ کی طرف سے دی جائے۔ تو تو اس کا یہ مطلب کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ یہ کسی کو انگیخت کی جارہی ہے۔ کہ اسے تلوار سے قتل کردے اگر اس طرح ہو۔ تو دنیا میں کوئی مذہب چل ہی نہیں سکتا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے دعوےٰ کیا۔

کہ ان کی تعلیم پھیل جائے گی۔ تو کیا اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ آپ

قتل کی تعلیم

دے رہے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا۔ کہ بادشاہت ان کے پیرووں کے ہاتھ میں آجائے گی۔ تو کیا اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ وہ موجود الوقت حکومت کی بغاوت کی تعلیم دے رہے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کیا۔ کہ آپ کے دشمن ناکام و نامراد رہیں گے۔ تو کیا آپ اپنے اتباع کو یہ تعلیم دے رہے تھے کہ مخالفوں کو مار دو۔ اسی طرح جب ہم یہ یقین کرتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی تائید

ہمیں حاصل ہے اور ہمارے مخالف تباہ ہو جائیں گے۔ جس طرح ان کی اخلاقی موت واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح جسمانی بھی ہوگی تو اس کا یہ مطلب کس طرح ہو سکتا ہے کہ قتل کی تحریک کی جا رہی ہے۔ کیا بہار کا زلزلہ ہم نے پیدا کیا۔ اور کوئٹہ میں ہم نے تلوار چلائی۔ یہ سب تباہیاں اللہ کی طرف سے تھیں۔ پس جب ہم دشمن کی ہلاکت کی خبر دیتے ہیں۔ تو اس کے یہ معنے نہیں کہ انہیں تلوار سے ہلاک کر دیا جائے۔ اگر کوئی حکومت اس کے معنی قتل لیتی ہے۔ تو اسے چاہئیے۔ کہ پہلے سارے انبیاء کو قاتل قرار دے لے۔ کیونکہ یہ باتیں سب نے کہی ہیں۔ ایسے افسر کیوں

ویدوں پر حملہ

نہیں کرتے۔ جب ان میں صاف الفاظ میں یہ دعائیں موجود ہیں۔ کہ اے خدا ہمارے دشمنوں کو غارت کر دے۔ ان پر بجلیاں گرا کر انہیں ہلاک کر دے۔ ان کے بیل اور مویشی مار دے۔ پس جو افسر ہماری ان باتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ ذرا جرأت تو کریں۔ ویدوں کے متعلق یہ بات کہنے کی۔ کہ ان میں ہندوؤں کو تلقین کی گئی ہے۔ کہ غیر ہندوؤں کو قتل کر دیں ذرا جرأت تو کریں یہ کہنے کی کہ قرآن کریم میں قتل کی تلقین ہے۔ ذرا جرأت تو کریں یہ کہنے کی۔ کہ حضرت مسیح نے قتل کی تعلیم دی ہے۔ جب کسی اور کے متعلق وہ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ تو کیا وجہ ہے کہ

ہمارے متعلق کہتے ہیں۔ کیا یہ اس لئے نہیں کہ وہ ہمیں قلیل التعداد اور کمزور سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح

اخلاقی مجرم

بنتے ہیں۔ بہادر آدمی کبھی کمزور پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ بلکہ اس کی مدد کرتا ہے۔ جب ہم ایسی خبروں کا اعلان کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا ہوگا۔ وہ جس طرح چاہیگا۔ ہمارے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا۔ اب دیکھ سکتے لوگ ہیں۔ جو ان پیشگوئیوں کے ماتحت

خدائی ہاتھ سے

تباہ ہوتے اور کتنے ہیں۔ جو انسانی ہاتھوں سے۔ اگر ایسی خبروں کے معنے قتل کی تحریک ہوتے ہیں۔ تو کسی ایک کے قتل ہونے پر باقی ۹۹ کس طرح قتل ہونے سے بچ گئے۔ فرض کرو کہ ہم قتل کی تحریک کر سکتے ہیں مگر کیا زمین کو حرکت دیکر زلزلہ بھی لا سکتے ہیں طاعون اور ہیضے کے کیڑے بھی بھیج سکتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں بھی ہماری تابع ہیں۔ پس حکومت کا ہماری باتوں کو وہ معنے دینا جو صحیح نہیں۔ اور جن سے

سب انبیاء پر اعتراض

آتا ہے۔ سخت بے انصافی اور مذہب میں صریح دست اندازی کے مترادف ہے جو بات کہنے کا ہمیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اسے ہر کسی کے ڈر سے نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کہہ دے تیرا دشمن ہلاک ہوگا۔ تو ہم یہ کہنے سے کبھی نہیں رک سکتے۔ پس میں پھر وہ باتیں دہراتا ہوں۔ اور پھر یہ کہتا ہوں۔ کہ جو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل پر کھڑا ہوگا۔ وہ تباہ کر دیا جائے گا اگر حکومت اسے قتل کی تحریک سمجھتی ہے۔ تو مجھے پکڑ لے۔ گرفتار کر لے اور مقدمہ چلائے۔ لیکن وہ سمجھ لے کہ وہ ایسا کرنے میں

آسمانی بادشاہت کی مجرم

ہوگی۔ جیسے وہ افسر جو اپنے سے بڑے افسر کے پیغام کو روکنا چاہتا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک بات کہے اور ہم اسے چھپائیں۔ سوائے اس کے کہ وہ خود ان کے اظہار سے روک دے

اندازی پیشگوئیاں

دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو اصولی۔ مثلاً ایک تو یہ کہ ہمارے دشمن تباہ ہو جائینگے اسے تو ہم کسی صورت میں نہیں چھپا سکتے کیونکہ یہ تو صداقت کا نشان ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ ہے۔ کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ اگر اسے چھپائیں۔ تو نبوت ثابت ہی نہیں ہو سکتی۔

حکومت کے احکام

ہم اسی وقت تک مانتے ہیں۔ جب تک وہ خدا کے احکام سے نہ ٹکرائیں۔ اگر ایسا ہو کہ حکومت کے احکام خدائی احکام کے ساتھ ٹکرائیں۔ تو اس صورت میں ہم خدا کے احکام مانیں گے۔ اس کے کیوں مانیں۔ جو خدا کی غلام ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہر عیسائی ہندو پارسی سکھ۔ مسلمان یہی کہیگا کہ ہم حکومت کے اسی دن تک فرمانبردار ہیں۔ جب تک وہ خدا کے مقابل پر کھڑی نہیں ہوتی۔ اور جو حکام خواہ مخواہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ وہ سخت نادانی کرتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ دنیوی حکومتیں اس بات سے ڈریں۔ کہ خدا کی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ بلکہ انہیں خوش ہونا چاہئیے کہ اس سے دنیا میں امن قائم ہوگا۔ ہاں

عارضی جھگڑے

ہوں تو بے شک ہوں۔ اور ایسا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اکثریت نبی کی اتباع کرنے والی اقلیت کی روحانی طاقتوں کو دیکھ کر غصہ میں آجاتی ہے۔ اور اسے مٹانا چاہتی ہے۔ حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ انصاف سے کام لے کر اقلیت کی مدد کرے۔ نہ یہ کہ اکثریت سے ڈر کر

اقلیت پر ظلم

کرنے لگے۔ غرض اس قسم کے فساد کو کوئی نہیں روک سکتا۔ جب کوئی نیا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں گند ہو۔ وہ اسے تباہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے کچھ عارضی فساد بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ورنہ دنیا میں آسمانی حکومت کے قیام سے امن ہی بڑھتا ہے۔ میں بتا رہا تھا۔ کہ پیشگوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو

عام جن کے بغیر نبوت ثابت ہی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً یہ کہ جو ہمارے مقابل پر کھڑا ہوگا۔ وہ تباہ کیا جائیگا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک۔ یہ عام رنگ ہے۔ جسے کسی کے کہنے پر چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ہاں دوسری پیشگوئیاں افراد کے متعلق ہوتی ہیں۔ ان کے

اخفاء کے لئے اجازت کی ضرورت

ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو۔ تو چھپایا جا سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ ایسی ہی پیشگوئیاں تھیں۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عدالت میں وعدہ کیا تھا۔ کہ انہیں شائع نہیں کریں گے۔ نادان اعتراض کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے کلام کو چھپایا لیکن جب یہ الہام پہلے ہی شائع شدہ تھا۔ کہ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک تو چھپایا کس چیز کو گیا۔ کیا بعد میں اس کی اشاعت کو آپ نے بند کر دیا۔ وہ بدستور قائم تھا اصولی طور پر تو اس کے بعد کسی اور اصل کی اشاعت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ باقی صرف تشریح تھی۔ اور آپ نے تشریح کے متعلق ہی وعدہ کیا تھا اصل کے متعلق آپ نے کبھی ایسا وعدہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے تشریحات میں سے بعض کو چھپا دیا جائے۔ تو اشاعت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جس قسم کی تشریحات کو آپ نے چھپایا۔ ایسا تو تمام انبیاء کرتے آئے ہیں۔ ہاں اصول کو ہم کبھی نہیں چھپا سکتے۔ اور اگر حکومت اس کے متعلق یہ سمجھتی ہے کہ تم قتل کی تحریک کرتے ہو۔ تو

ہم خدا کا حکم ماننے پر مجبور

ہیں۔ اور اس کے اظہار سے کسی کے کہنے پر رک نہیں سکتے۔ مگر ان سے قتل کی تحریک مراد لینا قطعاً غلط ہے۔ ۹۹ فی صدی دشمن ہمارے ایسے ہیں۔ جو خدائی ہاتھوں سے ہلاک ہوئے۔ اور ان کی نظیریں ہوتے ہوئے یہ خیال کرنا کہ قتل کی تحریک کی گئی ہے۔ کس قدر ظلم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی ایک ایسی پیشگوئیاں کیں۔ مگر ان میں سے صرف ایک ہی

...ئی ہے۔ جس کے متعلق اعتراض کیا گیا اور وہ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اور اس ایک کی وجہ سے ۹۹ کو چھوڑ دینا اور کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کی غرض قتل کی تحریک ہوتی ہے۔

کھلی کھلی ناانصافی

اور بے سمجھی کی بات ہے۔ پس انذاری پیشگوئیاں مذہب کا حصہ ہیں۔ اور جو ان میں دست اندازی کرتا ہے۔ وہ مذہب میں دست اندازی کرتا ہے۔ اور ایک

مومن مرجانا پسند کرے گا

بہ نسبت اس کے کہ ایسے حکم کو مانے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ خود کسی پیشگوئی کے اخفاء کا حکم دیدے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی تھی۔ کہ بدر کی لڑائی میں فلاں فلاں کافر فلاں فلاں جگہ پر ہلاک ہوں گے مگر آپ نے یہ صرف چند ایک دوستوں کو بتایا۔ عام اعلان نہیں کیا۔ سو ایسی خبروں کے سوا جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخفاء کا حکم ہو۔ انذاری پیشگوئیوں کی اشاعت سے ہم کبھی نہیں رہ سکتے۔ اور نہ ان کے یہ معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ قتل کی تحریک ہے۔ صرف ایک پنڈت لیکھرام کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جس کے انسانی ہاتھ سے پورا ہونے کا خیال ہو سکتا ہے گر اس کے قاتل کو بھی آج تک حکومت گرفتار نہیں کر سکی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاشی لی گئی۔ اور بھی کئی احمدیوں کی تلاشی لی گئی۔ مگر کوئی ثبوت نہ مل سکا۔ کیونکہ یہ فعل فرشتہ کا تھا۔ اور اگر انسان کا تھا۔ تو وہ بھی فرشتہ ہی تھا۔ انسانی ہاتھوں سے ہلاکت خدا تعالیٰ کی سنت نہیں۔

خدا تعالیٰ کی سنت

یہی ہے۔ کہ وہ آسمانی عذابوں سے ہلاک کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی دشمن حکومت کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی تذلیل کیپٹن ڈگلس کے ہاتھ سے ہوئی کیا اسے بھی انگیخت کی گئی تھی۔ یا مولوی محمد حسین بھی احمدی تھا۔ کہ اس سے ایسی حرکت کرائی گئی۔ اگر وہ کرسی نہ مانگتا۔ تو تذلیل نہ ہوتی۔ پس یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اس میں کسی کی انگیخت کہاں ہے۔ پس ایسی پیشگوئیوں کا کثیر حصہ

آسمانی عذابوں سے

پورا ہوتا ہے۔ اور ان کو انگیخت قرار دینا مذہب میں صریح دست اندازی ہے۔ اور مذہب کی بنیاد کو مٹانا ہے۔ اگر ہم خدا کے زندہ نشانات پیش نہ کریں تو کیا کریں۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبریں ہی شائع کرتے ہیں۔ جو چاہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہوں۔ یا آپ کے صحابہ کے ذریعہ۔ اور ان کے اظہار پر مجبور ہیں۔ ان باتوں میں ہم حکومت کی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ ہمیں ہندوستان سے نکال سکتی ہے مگر جب تک اللہ تعالیٰ کی اجازت نہ ہو۔ ان خبروں کے شائع کرنے سے روک نہیں سکتی۔ اور کوئی گورنمنٹ جو یہ حکم دے۔ کہ خدا کی نہ مانو۔ معقول اور عقلمند نہیں ہو سکتی۔

پس انگریزی حکومت کے لئے ضروری ہے۔ کہ رعایا کے نقطہ نگاہ کو سمجھے۔ اگر حکام یہ جانتے۔ کہ ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق ہی یہ ہے۔ کہ ہم

زندہ اسلام

پیش کرتے ہیں۔ اور ان کا اسلام ایک مردہ جسم ہے۔ تو وہ کبھی نہ کہتے کہ یہ قتل کی تحریک کی جاتی ہے۔ اگر حکومت ہم سے یہ خواہش رکھے۔ کہ ہم اس زندگی کو مٹا دیں۔ تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کی طرف سے ایسا مطالبہ مذہب سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ پس میں حکومت کے افسروں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

مذہب کا مطالعہ

بھی ضرور کریں۔ تا جن لوگوں سے ان کا معاملہ ہے ان کے خیالات سے بھی آگاہی ہو۔ تا انہیں علم ہو۔ کہ پیشگوئی کیا ہوتی ہے۔ اور کہ زندہ نشان کے بغیر ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ایمان محفوظ نہ ہو۔ تو انبیاء کی آمد بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ اگر حکام کو ان باتوں کا علم ہوتا۔ تو پیشگوئی کا نام قتل کی انگیخت نہ رکھتے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کو توفیق دے کہ مذہب کو پڑھیں یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ کہ حکام کو ہمارے خیالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ ایک تو ڈائری نویس خطبہ لکھ کر لے جاتے ہیں۔ جو نیچے سے اوپر تک سب پڑھتے ہیں۔ پہلے اس کا انہیں علم بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح کتابیں بھی پڑھنے کا موقعہ ان کو ملتا رہتا ہے۔ سابق چیف سکرٹری نے ہمارے ایک دوست سے بیان کیا۔ کہ میں پندرہ روز سے مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی کتب پڑھ رہا ہوں۔ کسی کو کیا خبر ہے کہ ان میں سے کسی کا دل اللہ تعالیٰ کھول دے اور وہ مسلمان ہو جائے۔ اس لئے میں حکام کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ وقت ہے اور ان کے لئے مناسب ہے کہ مذہب کا مطالعہ کریں۔ اور دیکھیں کہ پیشگوئی کیا ہوتی ہے۔ انذاری پیشگوئیوں کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اور کہ انذاری پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوتی ہیں۔ تا ان کو پتہ چلے کہ مذہب ان کے بغیر نہیں چل سکتا اور ان میں کسی قسم کی روک پیدا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ مذہب میں مداخلت کی جائے۔ اگر یہ

قتل کی انگیخت

ہے۔ تو ویدوں میں بائیبل اور قرآن کریم میں بھی یہ بات موجود ہے۔ اور سب انبیاء اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔ حکومت پہلے ان سے معاملہ کرلے۔ بعد میں ہم سے کرے۔ کیونکہ ہم تو بعد میں آئے ہیں۔ میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ حکام کے دل کھول دے۔ اور وہ مسلمان ہو جائیں آخر ایک دن انہیں مسلمان ہونا ہی ہے۔ ہزاروں آدمی ایسے ہیں۔ جو پہلے گالیاں دیا کرتے تھے۔ مگر اب مخلص احمدی ہیں۔ اسی طرح یہی حاکم جو آج ہمارے مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دل کھول دے۔ تو ہمارے ممد و معاون ہو سکتے ہیں۔

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

سنایا کرتے تھے۔ کہ جلسہ کے دنوں میں ایک موقع پر چالیس پچاس آدمی ایک طرف سے آ رہے تھے۔ اور چار پانچ دوسری طرف سے۔ تھوڑی دیر وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اور پھر گلے مل کر چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ اس نظارہ کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ اور میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ بات کیا ہے انہوں نے بتایا کہ یہ چار پانچ آدمی ہمارے گاؤں میں پہلے احمدی ہوئے تھے ہم نے ان کو سخت دکھ دئے۔ حتیٰ کہ یہ لوگ وطن چھوڑ کر نکل گئے۔ اور دس بارہ سال تک ہمیں ان کے متعلق کچھ علم نہ ہو سکا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق دے دی۔ اور ہم احمدی ہو گئے۔ آج پہلی دفعہ یہاں ایک دوسرے سے ملے ہیں۔ اور پرانے زمانہ کو یاد کر کے نہ ان سے برداشت ہو سکا۔ اور نہ ہم سے

پس ہمارے ایمان کی بنیاد ہی نشانوں پر ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ سب گورنر اور کالے اس ڈیوڑھی پر آئیں گے کوئی ۱۸ سال کا عرصہ ہوا۔ یعنی اپنی

خلافت کے ابتدائی سالوں میں

ہی میں نے دو تین بار یہ نظارہ دیکھا۔ کہ یہ مسجد جس میں میں اب کھڑا ہوں اتنی بڑی ہے۔ کہ ایک کنارے سے دوسرا کنارہ نظر نہیں آتا۔ وائسرائے عقیدت کے ساتھ آئے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں بادشاہ سلامت آنا چاہتے ہیں۔ اور وہ ان کی آمد کے سلسلہ میں انتظامات دیکھنے کے لئے آتے ہیں پھر میں نے دیکھا۔ کہ بادشاہ بھی آئے ہیں۔ اور مسجد سے باہر پریڈ کا ملاحظہ کر رہے ہیں۔ پس جہاں بادشاہوں۔ وائسراؤں اور سب چھوٹے بڑے افسروں نے آنا ہے۔ یہ

عارضی اور وقتی دشمنی

ہے۔ جو ناواقفی اور ناسمجھی کے باعث ہے۔ وہ ہمارے نقطہ نگاہ کو نہیں سمجھتے ورنہ حکومت اور سچے مذہب کا باہم تصادم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو بھی تو یہ حکومت کا قصور ہوگا اور اس کا نتیجہ اسی کے حق میں برا ہوگا۔ مذہب تو امن قائم کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس سے حکومت کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۲ر جولائی۔ ملک معظم کی حکومت کی وساطت سے حکومت ہند نے فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ بعض حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے۔ کہ انڈیا بل کی دفعہ ۳۰۸ میں ملک معظم کی حکومت کو فرقہ وار فیصلہ کو تبدیل کرنے کے پوری طرح اختیار حاصل ہیں۔ لیکن یہ افواہ بالکل غلط ہے۔ اور ملک معظم کی حکومت انڈیا بل میں متعلقہ جماعتوں کی رضامندی کے بغیر کوئی ترمیم نہ کرے گی۔

ناگپور ۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے تمام پراونشل گورنمنٹوں کے نام دو سرکلر جاری کئے ہیں۔ جن میں انہیں ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ ہر ایک خبر اور ایڈیٹوریل نوٹ کی جوان کے صوبہ کے اخبارات میں زلزلہ کوئٹہ کے متعلق شائع ہوں دیکھ بھال کیا کریں۔

الہ آباد ۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ کچہری میں حکام ضلع نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ اور پبلک جلسوں نیز باجہ کے ساتھ جلوس اور عام گذر گاہوں پر پانچ سے زائد اشخاص کا اجتماع ممنوع قرار دیدیا ہے۔ یہ جگہ ہندوؤں کا مرکز ہے۔

نیلور یکم جولائی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک کمہار کی چند اشخاص کے ساتھ دشمنی تھی۔ اس کے دشمنوں نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے اسی بھٹہ میں ڈال دیا جہاں وہ کام کرتا تھا۔ اور وہ امداد کے پہونچنے سے قبل جل کر راکھ ہو گیا۔

شملہ ۲ر جولائی۔ پہلے خبر ملی تھی۔ کہ وائسرائے ہند ۲ر جولائی کو اسمبلی کے اجلاس میں تقریر کریں گے۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ آپ ۱۶ ستمبر کو ہر دو ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کرینگے۔

ناگپور ۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جسٹس بیگ دہلی ناگپور ہائیکورٹ کے جو جنوری ۱۹۳۶ء میں قائم ہوگا۔ پہلے چیف جسٹس مقرر کئے جائیں گے۔

لاہور یکم جولائی۔ پنجاب کونسل کا آئندہ اجلاس ۲۹ر جولائی کو بمقام نئی لیجسلیٹو اسمبلی کے چیمبر میں منعقد ہوگا۔ غیر سرکاری ریزولیوشن ۱۷ر اگست کو پیش ہونگے۔

الہ آباد ۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کے وزن میں ۱۵ پونڈ کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ جس سے آپ کے رشتہ داروں اور دوستوں کو بہت تشویش ہے۔

الہ آباد یکم جولائی۔ یو۔ پی گورنمنٹ نے کچھ قیدیوں کی قبل از وقت رہائی کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔ معمولی سزاؤں والے وہ قیدی جو آدھی سزائیں بھگت چکے ہیں۔ رہا کر دیئے جائینگے۔ نیز وہ بھی جن کی میعاد جنوری ۱۹۳۶ء میں ختم ہونے والی ہے ۱۵ر جولائی تک اس پر عمل ہو جائے گا۔

بمبئی ۲ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پبلسٹی لیمیٹڈ کے نام سے اور ایک لاکھ کے سرمایہ سے یہاں ایک کمپنی قائم ہو رہی ہے جو فری پریس جرنل کو جو بیس ہزار کی ضمانت کی ضبطی سے بند ہو گیا ہے۔ خرید کر چلائیگی۔

شملہ ۲ر جولائی۔ کمانڈر انچیف آج کوئٹہ روانہ ہو جائیں گے۔ آپ کے وہاں جانے کا مقصد یہ ہے۔ کہ تمام حالات کا موقعہ پر معائنہ کریں۔ اور مقامی حکام سے کوئٹہ کے مستقبل کے متعلق تبادلہ خیالات کریں۔ آپ ۷ر جولائی کو واپس آجائینگے

برلن یکم جولائی۔ ایک بھاری ہجوم کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ہٹلر کے دست و بازو ہر گوبلز نے کہا۔ کہ برطانیہ نے جرمنی کے ساتھ بحری معاہدہ کیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ جرمنی پھر طوقیت پرست ہو گیا ہے۔ ہم کسی کو دھمکانا نہیں چاہتے۔ اور نہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی ہم کو دھمکائے۔ فوج اور نازی پارٹی ملک میں اندرونی اور بیرونی طور پر امن قائم رکھنا چاہتی ہے۔ ہٹلر ہمیشہ راستی پر چلتا ہے۔ اور جرمنی کے مزدوروں کے لئے روٹی مہیا کرنا چاہتا ہے۔ یہ خیال بھی اب کسی کو دل میں نہیں لانا چاہئے۔ کہ جرمنی لیگ آف نیشنز میں پھر شامل ہوگا۔

تھیاگلی یکم جولائی۔ کابل گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ عبدالرحیم خاں گورنر ہرات کو وزیر تعمیرات مقرر کیا گیا ہے۔ اور غلام فاروق خاں کو ان کی جگہ گورنر ہرات مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح گورنروں اور افسروں میں اور بھی بہت سی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔

واشنگٹن یکم جولائی۔ کوئلہ کی کانوں میں ہڑتال کا اعلان واپس لے لیا گیا ہے۔ انجمن کارکنان کے پریذیڈنٹ کا بیان ہے۔ کہ میں نے کانوں کے مالکوں سے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے۔ کہ مزدور ۳۱ر جولائی تک زیادہ اجرتوں پر کام کرینگے۔

میریڈیان (مسیسپی) ۲ر جولائی۔ مسٹر ڈیل اور جیکسن نے ۱۹۳۰ء میں ۶۴۷ گھنٹے اور ۲۸ منٹ مسلسل ہوا میں پرواز کرکے جو ریکارڈ قائم کیا تھا۔ اسے مسٹر فریڈ اور الکیز دو بھائیوں نے مسلسل ۲۷ یوم ہوا میں رہ کر توڑ دیا ہے

لاہور ۲ر جولائی۔ شہید گنج پر بدستور پولیس کا زبردست پہرہ متعین ہے اس کے علاوہ ادھر اُدھر بازاروں میں سوار اور پیدل پولیس گشت کر رہی ہے۔ باہر سے سکھوں کے زبردست جتھے آرہے ہیں ڈپٹی کمشنر نے ایک اعلان کیا ہے۔ کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو شہر کا امن و امان خطرہ میں ہے۔ پبلک کو چاہئے۔ کہ بے بنیاد خبروں کی تردید کریں۔ اور فرقہ وارانہ یکجہتی پیدا کریں۔ مسجد اور گوردوارہ دونوں بالکل محفوظ ہیں۔ اور حکام کے فیصلہ تک بالکل محفوظ رہیں گے۔ اگر کوئی شرارت کی گئی۔ تو اسے فوراً دبا دیا جائے گا۔

سرینگر ۲ر جولائی۔ حکومت کشمیر نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر آلوؤں کے بیج کی کاشت کرنے والے محکمہ زراعت کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔ تو ان سے محصول نہ لیا جائے گا۔

لاہور ۲ر جولائی۔ آج وائسرائے ہند اور لیڈی ولنگڈن کوئٹہ جاتے ہوئے یہاں اترے۔ اور آٹھ بجے میو ہسپتال میں کوئٹہ کے مجروحین کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور تمام وارڈوں کا معائنہ کیا۔ لیڈی ولنگڈن نے ہر مجروح سے اس کا حال پوچھا۔ ان سے اظہار ہمدردی کیا۔ اور اکثر کے ساتھ مصافحہ کیا۔ آپ نے گورنمنٹ ہاؤس میں پنجاب کے کئی معززین سے ملاقات کی۔ اور ان کے ساتھ کوئٹہ کے مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ شام کو آپ ملتان روانہ ہو گئے۔ جہاں سے کوئٹہ جائینگے۔ ایک وارڈ میں ایک تیرہ سالہ لڑکی نے وائسرائے کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ میری دونوں ٹانگیں کاٹتے وقت ڈاکٹروں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ نئی ٹانگیں لگوا دینگے۔ اب ان سے کہئے۔ کہ وعدہ پورا کریں۔ خود وائسرائے نے اور ڈاکٹروں نے اُسے تسلی دی۔ کہ وعدہ پورا کیا جائیگا۔

دھلی ۲ر جولائی۔ چھ آدمیوں کے نام ترمیم ضابطہ فوجداری پنجاب کے ماتحت نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔ کہ وہ کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہ لیں۔ ایک کو حدود دہلیہ سے ۲۴ گھنٹہ کے اندر اندر نکل جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک کو حدود دہلیہ سے باہر جانے سے روک دیا گیا ہے۔ ایک کو اس وارڈ سے جہاں وہ رہائش رکھتا ہے۔ باہر جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ یہ احکام سُرخ پوسٹر اور انقلابی اشتہارات تقسیم کرنے کے سلسلہ میں دیئے گئے ہیں؛

امرتسر ۲ر جولائی۔ لارڈ و لیڈی ولنگڈن آج ۱۱ بجے شام دربار صاحب میں آئے۔ وائسرائے نے دربار صاحب میں ایک سو روپیہ چڑھاوا چڑھایا۔ اور اکال تخت پر ۵۱ روپے۔ پارٹی ڈیڑھ گھنٹہ تک وہاں رہی۔ اور اسے تاریخی جواہرات اور ہتھیار دکھائے گئے۔

نیو یارک (بذریعہ ڈاک) امریکن راکٹ سوسائٹی آجکل حیرت ناک تجربوں میں مصروف ہے۔ اور ایسے راکٹ تیار کرنے میں مصروف ہے۔ جو سات میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ہوا میں پرواز کرینگے۔ ان کے ذریعہ چاند تک پہونچنے کی کوشش کی جائیگی۔ اس قسم کے راکٹوں سے ایک گھنٹہ میں لنڈن سے پیرس اور ڈیڑھ گھنٹہ میں لنڈن سے امریکہ پہنچا جا سکے گا؛

اعبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی